۱۰ صفر المظفر ۱۴۴۶ھ / 16 اگست 2024ء

بانیانِ پاکستان سے

وطن کی محبت

سیکھیے!

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان (مرکزی دفتر) جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

Join our channel مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Follow our Account مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Like our Page Jamia Nizamia Rizvia
Like our Page Jamia Nizamia Rizvia
Subscribe our channel Jamia Nizamia Rizvia

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَاذۡکُرُوۡۤا اِذۡ اَنۡتُمۡ قَلِیۡلٌ مُّسۡتَضۡعَفُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ تَخَافُوۡنَ اَنۡ یَّتَخَطَّفَکُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىکُمۡ وَاَیَّدَکُمۡ بِنَصۡرِہٖ وَرَزَقَکُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ۔[الانفال26:8]

روز مرّہ کا مشاہدہ ہے کہ انسان جس چیز کو حاصل کرنے کے لیے محنت کرے، مشقت اُٹھائے اور آرام چھوڑے وہ معمولی بھی ہو تو انسان اُس کی قدر کرتا ہے... لیکن جو چیز وراثت میں ملی ہو، جو بڑوں کی کمائی ہو، جس کے لیے مشقت نہ اُٹھائی ہو وہ قیمتی بھی ہو تو انسان کو اُس کی وقعت اور قدر و منزلت کا احساس نہیں ہوتا۔

یہی معاملہ ربّ تعالیٰ کی عظیم عطا "ملکِ پاکستان" کے ساتھ بھی ہوا۔ جنھوں نے اِسے بنانے کے لیے محنت کی تھی، قربانیاں دی تھیں، جانیں لُٹائیں تھیں اور دوسروں کو لُٹتے دیکھا تھا، وطن کے وہ قدر دان جلد ہی دُنیا سے اُٹھ گئے یا اُنھیں حکومت سے الگ کر دیا گیا اور اقتدار اُن ناقدر شناسوں کے ہاتھ میں آگیا جنھوں نے اِسے بنانے کے لیے کچھ کیا ہی نہیں تھا۔

پاکستان کی صورتِ حال پر شاعر کا یہ درد بھرا شعر صادق آتا ہے:

نیرنگیٔ سیاستِ دوراں تو دیکھیے!
منزل اُنھیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

پاکستان بنانے والوں نے جس مقصد کے لیے جدّوجہد کی تھی بعد والوں نے اُسے جاننے کی کوشش ہی نہ کی اور بانیانِ پاکستان اِس وطن سے پیار میں جو مٹھاس پاتے تھے بعد والوں کو اُس کا اِحساس ہی نہ ہوا۔ اِس سے بھی بڑھ کر افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہمارے دَور کے زیادہ تر جوانوں کو حقیقی بانیانِ پاکستان کا تعارف ہی نہیں ہے۔

ہمیں اِس پیارے وطن کی کتنی قدر ہے اور اِس کے لیے ہمارے دل میں کتنی محبت ہے؟ اِس سوال کا جواب جاننے کے لیے اپنے ضمیر سے پوچھیے کہ ہم نے اِس وطن کے لیے اب تک کیا کیا ہے؟ کتنی مرتبہ پاکستان کے قومی مفاد کی خاطر اپنے ذاتی مفاد کو قربان کیا ہے؟ شاید بُرا لگے مگر یہ سچ ہے کہ اکثر لوگ اپنے ذاتی مفاد کی خاطر ایسے کام کرتے ہیں جن کا ملک و قوم کو شدید نقصان ہوتا ہے۔

اگست کا مہینہ، خصوصاً یومِ آزادی ہمیں پاکستان بنانے والوں کی عظیم تر قربانیاں یاد دلاتا ہے اور اِس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم بانیانِ پاکستان کو پہچانیں، آزادی کے لیے اُن کی خدمات کو جانیں اور اُن سے سیکھیں کہ اُنھوں نے یہ وطن کس لیے حاصل کیا تھا اور اِس کے ساتھ محبت کیسے کرنی چاہیے!

چنانچہ آج کے خطبہ میں "بانیانِ پاکستان سے وطن کی محبت سیکھیے!" کے عنوان پر کچھ گفتگو کی جائے گی۔

بانیانِ پاکستان کا تعارف

تحریکِ پاکستان میں مسلمانوں کی نمائندہ سیاسی جماعت ”آل انڈیا مسلم لیگ“ تھی، جس کے لیڈر قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ تھے، چنانچہ یہ کہنا بے جا نہیں کہ بانیٔ پاکستان محمد علی جناح ہیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہندوؤں کی نمائندہ تنظیم ”کانگریس“ مسلم لیگ سے بہت پہلے قائم ہوئی تھی اور وہ سوشل میڈیا کا دَور بھی نہیں تھا کہ راتوں رات اپنا پیغام پورے ملک میں پھیلایا جا سکے، پھر مسلم لیگ کے پاس وہ کون سی قوّت تھی کہ اُس نے چند سالوں میں پورے خطے کے مسلمانوں کی حمایت اور کانگریس پر واضح برتری حاصل کر لی؟ اِس سوال کا جواب یہ ہے کہ جب بڑے بڑے آستانوں کے سُنّی مشائخ اور نامور اداروں کے سُنّی علما مسلم لیگ میں شامل ہوئے تو اُن میں سے ہر ایک کے ساتھ لاکھوں افراد وابستہ تھے، ہر آستانے کے لاکھوں مرید تھے، چنانچہ علماء ومشائخ نے مسلم لیگ کی حمایت کی، پھر اُن کے لاکھوں مرید اور عقیدت مند بھی مسلم لیگ میں شامل ہو گئے، یوں چند سالوں میں مسلم لیگ کو برِّصغیر کے کروڑوں مسلمانوں کی حمایت حاصل ہو گئی؛ لہٰذا یہ کہنا بے جا نہیں کہ درحقیقت قائدِ اعظم کی سیاسی قیادت میں پاکستان بنانے والے سُنّی علماء ومشائخ تھے۔ مثلاً:

- شیخ المشائخ دیوان سید آلِ رسول علی خان چشتی (م1973ء)، آستانہ عالیہ خواجہ غریب نواز اجمیر شریف
- شیخ المشائخ خواجہ حافظ غلام سدید الدین تونسوی (م1960ء)، آستانہ عالیہ تونسہ شریف
- پیرِ طریقت حضرت میاں غلام اللہ نقشبندی (م:1957ء)، آستانہ عالیہ شرقپور شریف
- مجاہدِ اسلام پیر عبد الرحمٰن قادری (م1960ء)، بھرچونڈی شریف، ضلع سکھر (سندھ میں مسلم لیگ کی کامیابی آپ کے ذریعے تھی)
- پیرِ طریقت حضرت عبد اللطیف مجدّدی (م1978ء)، آستانہ عالیہ زکوڑی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان
- فاتحِ ریفرنڈم پیر سید محمد امین الحسنات قادری (م1960ء) آستانہ عالیہ مانکی شریف، ضلع پشاور (اِن دونوں شخصیات کے مسلم لیگ میں شامل ہونے سے پہلے اُس صوبے میں مسلم لیگ کا نام لینا بھی جرم سمجھا جاتا تھا)

اِن کے ساتھ ساتھ سیال شریف، گولڑہ شریف، چورہ شریف، بھیرہ شریف، جلال پور شریف، بیربل شریف اور مکان شریف جیسے بے شمار بڑے آستانوں کے سجادہ نشین حضرات بھی تحریکِ پاکستان میں شامل تھے... بلکہ یہ جان کر آپ کو حیرت ہو گی کہ اُن سُنّی علماء ومشائخ نے بھی مسلم لیگ کا ساتھ دیا جن کے ادارے / آستانے پاکستان میں شامل نہیں ہونے تھے، جیسے خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (م1948ء)، ناظمِ اعلیٰ آل انڈیا سُنّی کانفرنس... محدثِ اعظم ہند ابو المحامد سید محمد اشرفی کچھوچھوی (م1961ء)، صدرِ بنارس کانفرنس... اور مصوّرِ فطرت خواجہ حسن نظامی (م1955ء) درگاہِ خواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہی، علیہم الرحمہ۔

بانیانِ پاکستان کے حوالے سے محمد صادق قصوری صاحب کی کتاب ”تحریکِ پاکستان میں علماء ومشائخ کا کردار“ بہت مفید ہے۔[1]

---

[1] پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://archive.org/details/TahreekEPakistanMainUllamaWaMashaikhKaKirdarByMuhammadSadiqQasoori/mode/2up

امیرِ ملّت اور قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہما کے درمیان معاہدہ

تحریکِ پاکستان کے قائدین میں سرِ فہرست نام شیخ المشائخ سید جماعت علی شاہ نقشبندی محدثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ (م:1951ء) کا ہے۔ جب تحریکِ پاکستان زور و شور پر تھی تب آپ کی عمرِ مبارک 100 سال سے زائد ہو چکی تھی، اِس کے باوجود آپ نے اپنے علاقے سیالکوٹ سے مسلم لیگ کی حمایت شروع کی اور اُسے پورے برِّصغیر تک پھیلا دیا۔ آپ کے علم و فضل، روحانی مقام اور نسبی سیادت کی بنیاد پر ہندوستان بھر کے علماء و مشائخ نے آپ کو پوری قوم کا سربراہ مقرر کرتے ہوئے "امیرِ ملّت" کا خطاب دیا۔ قائدِ اعظم آپ کی خدمات کے فقط معترف ہی نہیں تھے، بلکہ آپ سے عقیدت کی حد تک محبت کرتے تھے۔ لاہور میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے قائدِ اعظم نے کہا تھا: میرا پختہ یقین ہے کہ پاکستان ضرور بنے گا؛ کیونکہ امیر ملّت نے مجھ سے فرمایا ہے کہ پاکستان ضرور بنے گا، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی بات کو ضرور سچا کر دکھائے گا۔ (تحریکِ پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار، ص:508)

حضرت امیرِ ملّت اور قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہما کے درمیان ہونے والا ایک معاہدہ ذکر کرنا مقصود ہے، جس سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے:

26 جولائی 1943ء کو بمبئی میں قائدِ اعظم محمد علی جناح پر قاتلانہ حملہ ہوا، اُس وقت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ حیدر آباد، دَکن میں تھے۔ آپ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے قائدِ اعظم کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور کامیابی کے لیے دُعا بھی فرمائی اور اُن کے نام مزاج پُرسی و اِظہارِ ہمدردی کے لیے ایک خط بھی تحریر فرمایا۔ ساتھ میں قرآنِ حکیم کا ایک نادر قلمی نسخہ، ایک قیمتی جانماز، تسبیح، شال، آبِ زم زم شریف اور دیگر کچھ اشیا بطورِ تحفہ بھیجیں۔

خط میں آپ نے تحریر فرمایا: لوگوں نے مجھے "امیرِ ملّت" مقرّر کیا ہے اور پاکستان کے لیے جو آپ کوششیں کر رہے ہیں وہ اصل میں میرا کام ہے، لیکن میری عمر 100 سال سے زیادہ ہو چکی ہے اور جسمانی طور پر کمزور ہوں... چونکہ آپ میرا کام کر رہے ہیں؛ اس لیے مَیں آپ کی مدد کرنے کو اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

پھر آپ نے اُنھیں حملے کے حوالے سے تسلّی دیتے ہوئے لکھا: آپ مطمئن رہیں، نمرود کی دشمنی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین کی... فرعون کی دشمنی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے دین کی... اور ابو جہل کی دشمنی نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی ترقی کا باعث ہوئی۔ آپ پر جو حملہ ہوا ہے یہ آپ کی کامیابی کے لیے نیک فال ہے، مَیں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ آپ کو اپنا مشن پورا کرنے کے لیے جتنی بھی دشواریاں برداشت کرنا پڑیں اُن کی پرواہ نہ کریں اور پیچھے نہ ہٹیں۔ مَیں اور میرے تمام احباب آپ کے ساتھ ہیں، آپ بھی وعدہ کریں کہ اپنے مقصد سے ذرہ بھر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

کچھ دنوں بعد امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کی خدمت میں قائدِ اعظم کا جوابی خط آیا، جس کا مضمون کچھ یوں تھا:

- جب آپ جیسے بزرگوں کی دُعائیں میرے شاملِ حال ہیں تو میں اپنے مقصد میں ابھی سے کامیاب ہوں۔

- مَیں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میرے راستے میں کتنی ہی تکلیفیں کیوں نہ آئیں، اپنے مقصد سے کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹوں گا۔
- آپ نے قرآنِ حکیم اِس لیے عنایت فرمایا ہے کہ مَیں مسلمانوں کا لیڈر رہوں اور جب تک لیڈر قرآنِ کریم اور دینِ متین کا علم نہ رکھتا ہو وہ قوم کی راہ نمائی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ قرآنِ مجید پڑھوں گا اور اِس کے لیے مَیں نے ترجمے منگوا لیے ہیں۔
- جانماز آپ نے اِس لیے عطا کی ہے کہ اگر مَیں اللہ کا حکم نہیں مانوں گا تو مخلوق میرا حکم نہیں مانے گی۔ چنانچہ مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ پابندی سے نماز پڑھوں گا۔
- تسبیح آپ نے اِس لیے بھیجی ہے کہ مَیں اِس پر دُرود شریف پڑھا کروں، جو شخص اپنے رسولِ کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت طلب نہیں کرتا (دُرود و سلام نہیں بھیجتا) اُس پر اللہ کی رحمت کیسے نازل ہو سکتی ہے! چنانچہ مَیں اس ارشاد کی بھی تعمیل کروں گا۔

جب قائدِ اعظم کا خط امیرِ ملّت علیہا الرحمہ کو پڑھ کر سنایا گیا تو آپ بہت خوش ہوئے، آپ نے قائدِ اعظم کی تحسین کرتے ہوئے جو جملے ارشاد فرمائے ان کا مفہوم یہ تھا کہ مَیں حیدر آباد دکن میں ہوں اور جناح صاحب بمبئی میں ہیں، لیکن اللہ کی شان کہ اُنھوں نے میرے دل کی بات جان لی ہے۔ (تحریکِ پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار، محمد صادق قصوری، ص:505، 506، تحریکِ پاکستان ورکرز ٹرسٹ)

تربیت: حضرت امیرِ ملّت اور قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہما کے درمیان ہونے والی یہ خط و کتابت کئی پہلوؤں سے ہماری راہ نمائی کرتی ہے:

⇐ علماء و مشائخ نے ہر طرح سے قائدِ اعظم کی حمایت صرف اِس لیے کی تھی کہ وہ مسلمانوں کے لیے ایک اسلامی ریاست حاصل کریں، جہاں قرآن و سنت کا نظام ہو اور اِس کے لیے اُنھوں نے قائدِ اعظم سے وعدے بھی لیے تھے۔ افسوس کہ قائد کی زندگی نے وفا نہ کی، وہ پاکستان بننے کے ایک سال بعد 11 ستمبر 1948ء کو وفات پا گئے اور پاکستان کا اقتدار بے وفاؤں کے پاس پہنچ گیا۔

⇐ قائد کے بقول: جو شخص قرآنِ کریم اور دینِ متین کا علم نہیں رکھتا وہ لُٹیرا تو ہو سکتا ہے، مگر لیڈر نہیں ہو سکتا... اعلیٰ انتظامی و عدالتی عہدوں پر فائز تو ہو سکتا ہے، مگر راہ نما بننے کے قابل نہیں ہو سکتا۔ اِس سے لیڈر کہلانے والوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے۔

⇐ امیر المؤمنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربّ تعالیٰ کے فرماں بردار تھے تو اُن کا حکم دریاؤں پر بھی چلتا تھا، ہم لوگ ربّ کا حکم نہیں مانتے تو ہمارے گھر والے بھی ہمارے قابو میں نہیں ہوتے، چہ جائے کہ ایک شہر یا ملک کی بات ہو! چنانچہ حکمرانوں سمیت سب کو اپنے مالک کی فرماں برداری کرنی چاہیے، وہ اپنی مخلوق کو تابع فرمان بنا دے گا۔

⇐ دین اور وطن سے مخلص لوگوں کو مخالفین سے تنگ آ کر کبھی بھی ہمت نہیں ہارنی چاہیے اور مقصد سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے، امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کی نصیحت کے مطابق باطل پرستوں کی مخالفت کو بالآخر ربّ تعالیٰ حق کی سربلندی کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔

14 اگست 1947ء کو امیرِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ نے قائدِ اعظم اور دیگر راہ نماؤں کو مبارک بادی خطوط لکھے، اُن میں یہ بھی لکھا: ملک گیری (حکومت بنانا) آسان ہے، ملک داری (حکومت چلانا) بہت مشکل ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو ملک داری کی توفیق عطا فرمائے۔ (ایضاً، ص:521)

مجاہدِ اعظم اور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہما کی دینی غیرت

برطانوی سامراج سے نجات اور قیامِ پاکستان کے لیے خدمات سرانجام دینے والوں میں شیخ المشائخ خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی (م1929ء) اور آپ کے صاحب زادے شیخ المشائخ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (م1981ء) علیہما الرحمہ کے نام بھی بہت نمایاں ہیں۔

خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کے اعتراف میں اُنھیں "مجاہدِ اعظم" اور خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاز میں اُنھیں "شیخ الاسلام" کا خطاب دیا گیا۔

ایک مرتبہ مجاہدِ اعظم خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی علیہ الرحمہ جامع مسجد دہلی سے باہر نکلے تو امیرِ ملّت علیہ الرحمہ گھوڑا لے کر کھڑے تھے، اُنھوں نے مجاہدِ اعظم سے فرمایا: آپ اِس گھوڑے پر سوار ہوں اور مَیں اِس کی باگیں (لگام) پکڑ کر چلوں گا۔ مجاہدِ اعظم نے کہا: آپ بزرگ عالمِ دین ہیں، عظیم محدّث ہیں اور ساداتِ کرام سے ہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ امیرِ ملت نے فرمایا: مَیں نے منت مانی تھی کہ کسی مجاہد کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر آگے چلوں گا، ہندوستان میں آپ جیسا باکردار مجاہد نظر نہیں آیا؛ لہٰذا آپ میری منت پوری کروادیں۔ چنانچہ امیرِ ملت کے پُرزور اِصرار پر مجاہدِ اعظم گھوڑے پر سوار ہوئے اور امیرِ ملت نے اپنی منت پوری کی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔
(فوز المقال فی خلفاءِ پیر سیال، حاجی مرید احمد چشتی، ج:10، ص:97، ناشر: خانقاہِ معظمیہ، ملخصًا)

حدیثِ مبارک کے مطابق (کامل) مومن غیرت مند ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم: 2761) دین کی خاطر جان دے دیتا ہے اور دُنیاوی مفادات کے لیے دین کا سودا نہیں کرتا۔ مجاہدِ اعظم خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی اور شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہما الرحمہ دونوں ہی دینی غیرت کے علم بردار تھے اور دونوں نے دین و وطن کی خاطر اپنے مفادات کو قربان کرنے کی اعلیٰ مثالیں قائم فرمائیں۔

انگریزوں کی سخت مخالفت کی وجہ سے حکومتِ برطانیہ نے مجاہدِ اعظم علیہ الرحمہ کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کیا، مگر جلد ہی اُنھیں احساس ہو گیا کہ اگر آپ کو گرفتار کیا گیا تو حالات قابو میں نہیں رہیں گے۔ پھر دوسرے طریقے سے آپ کو حمایتی بنانے کی کوشش کی گئی، گورنر پنجاب کا نمائندہ آپ کے پاس آکر کہنے لگا: حکومت اور گورنر پنجاب آپ کی مذہبی خدمات اور رُوحانیت سے بہت متأثر ہیں، وہ آپ کو دُنیاوی فکروں سے آزاد کرنا چاہتے ہیں؛ اِس لیے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ 20 مربع زمین (ایک مربع 25 ایکڑ کے برابر ہوتا ہے) آپ کی ذاتی ضروریات کے لیے آپ کے نام کر دی جائے۔ نیز مجھے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر ضرورت محسوس کروں تو اِس میں 7 مربع زمین کا اضافہ کر کے اِسے 27 مربع بنادوں۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: یہ زمین کس جگہ ملے گی؟ نمائندہ خوش ہوا اور پُرجوش انداز میں کہنے لگا: جناب! لائل پور (فیصل آباد)، سرگودھا یا سیال شریف سے متصل رکھ فتح والی میں اچھی زمینیں موجود ہیں، آپ جہاں کی زمین پسند فرمائیں گے وہ فوراً آپ کے نام کر دی جائے گی۔ آپ حقارت کے ساتھ مسکرائے اور فرمایا: یہ زمینیں تو پہلے ہی میری ہیں؛ کیونکہ یہ

میرے کسی مسلمان بھائی کی ہی ملکیت ہیں۔ میرا خیال تھا کہ حکومت انگلینڈ میں کوئی زمین میرے نام کرنا چاہتی ہے۔ پھر ڈانٹ کر فرمایا: دفع ہو جاؤ! تم میرے ایمان کا سودا کرنے آئے ہو؟ (فوز المقال، ج:3، ص:155، 233، ناشر: بزمِ شیخ الاسلام، دینہ، ملخصًا)

ایسی ہی غیرت کا مظاہرہ شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ نے بہت مرتبہ فرمایا۔ مسجد شہید گنج کے معاملہ پر آپ نے اخبارات میں یہ بیان شائع کروایا تھا: ویسے تو صبر و تحمّل اچھی چیز ہے، مگر جب دین کا سوال ہے تو اِس وقت صبر و تحمل بے دینی اور دیّوثی (بے غیرتی) کی زندہ مثال ہے۔ ہر سخن وقتے، ہر نکتہ مقامے دارد (ہر بات کا کوئی وقت اور ہر نکتے کا کوئی خاص مقام ہوتا ہے)۔ مسلمانوں کو آپس میں لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہیے اور معمولی باتوں پر انتقامی جذبہ مشتعل نہیں ہونا چاہیے، بلکہ ایسے موقع پر صبر و تحمل سے کام لینا ضروری ہے، نہ یہ کہ ایک طرف خدا کے گھر کو بت خانہ اور شراب خانہ اور گرجا بنایا جارہا ہو تو دوسری طرف "فَصَبْرٌ جَمِيْل" کی تلاوت شروع کر دی جائے، یہ بے دینی ہے، بے غیرتی ہے، نعوذ باللہ منھا۔ ایسے ہی موقع کے لیے تو مسلمانوں کو یہ چند سانس مستعار کر دیے گئے ہیں۔ آپ نے یہ شعر بھی درج فرمایا: "جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی... حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا"

(فوز المقال، ج:4، ص:145، 146، ملخصًا)

انگریز حکومت کی طرف سے نوٹیفکیشن جاری کیا گیا کہ آپ کو ہز ہولی نس (His Holiness) کا خطاب دیا جاتا ہے (برطانیہ کی طرف سے مذہبی شخصیات کو دیا جانے والا یہ سب سے بڑا اِعزاز تھا)۔ آپ نے غصے سے اُس نوٹیفکیشن کو پھاڑ کر آگ میں ڈال دیا اور فرمایا: حضور ﷺ کی غلامی اور پیر پٹھان خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمہ سے وابستگی میرے لیے سب سے بڑا اِعزاز ہے (مَیں انگریز کے نام نہاد اِعزاز کو جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں)۔ (فوز المقال، ج:4، ص:151، ناشر: انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ کراچی، ملخصًا)

تحریکِ پاکستان کے موقع پر آپ نے فرمایا تھا: جو شخص مسلم لیگ کا ساتھ نہیں دیتا وہ آستانہ عالیہ سیال شریف کی طرف رُخ نہ کرے، اُس کا سیال شریف سے کوئی تعلّق نہیں۔ آپ مسلم لیگ کی حمایت نہ کرنے والوں سے ملاقات بھی نہیں فرماتے تھے۔ (فوز المقال: 9/154)

آپ کو تحریکِ پاکستان کی حمایت سے روکنے کے لیے لالچ بھی دیا گیا، جاگیر بھی ضبط کی گئی اور جیل میں بھی ڈالا گیا، مگر آپ استقامت کے ساتھ آزادیٔ پاکستان تک مسلم لیگ کے نہایت متحرک قائد رہے۔ (فوز المقال، ج:5، ص:176 تا 255، ناشر: انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ)

لمحۂ فکریہ: برِّصغیر سے مسلم حکومت کے خاتمہ اور برطانوی قبضہ کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ یہاں کے بعض نادان مسلمانوں نے دینی و قومی مفادات کو پسِ پُشت ڈال کر جاگیر و نوّابی حاصل کرنے کے لالچ میں انگریزوں کے ساتھ ساز باز کر لی، اُن کی فوج میں بھرتی ہوئے، اُن کے اقتدار کو مضبوط کیا، حتّٰی کہ اُن کی خاطر مسلمانوں کو شہید کیا، جس کے نتیجے میں انگریز کو یہ جرأت ہوئی کہ وہ یہاں کا مالک بن بیٹھا۔ افسوس کہ آج بھی ہمارا رویّہ وہی ہے... نوّابوں کی اولاد اپنے سیاسی مفادات کے لیے... بیرونی ممالک کی شہریت حاصل کرنے کے لیے... اور اپنا اقتدار مضبوط کرنے کے لیے قومی مفادات کو بھی داؤ پر لگا دیتی ہے اور دینی غیرت کو بھی پسِ پُشت ڈال دیتی ہے۔

اگر ہم نے پاکستان بنانے والوں سے سیکھا ہوتا کہ پاکستان کے ساتھ محبت کیسے کرنی ہے تو یہ حالات نہ ہوتے۔

اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور پیغامِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ

برِّصغیر کے مسلمانوں میں آزادی کا شعور بیدار کرنے کے حوالے سے ڈاکٹر سر محمد اقبال علیہ الرحمہ (م1938ء) کا نام بھی بہت نمایاں ہے۔ آپ کی فکری خدمات کی وجہ سے آپ کو "مصوّرِ پاکستان" اور "شاعرِ مشرق" کہا جاتا ہے۔

اقبال علیہ الرحمہ نے اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کو یہ سوچ دی ہے کہ ریاست ہو یا گھر، قوم ہو یا فرد... کامیابی فقط اُس نظام پر عمل کرنے میں ہے جو قرآن و سنت نے عطا کیا ہے، جسے نظامِ مصطفیٰ ﷺ کہا جاتا ہے، باقی تمام طریقے شیطانی نظام ہیں۔

اقبال علیہ الرحمہ کے تخیل کے مطابق ابلیس نے اپنے چیلوں کے ساتھ ایک میٹنگ کی، جس میں غور کیا گیا کہ دُنیا کو اپنے جال میں پھنسائے رکھنے کے لیے کیا کرنا چاہیے، مختلف تجاویز دی گئیں، آخر میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے ابلیس نے کہا:

عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں (1)

اَلحذر آئینِ پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں (2)

موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے
نے کوئی فَغفُور و خاقاں نے فقیرِ رہ نشیں (3)

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
مُنعِموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں (4)

---

[1] عصرِ حاضر: موجودہ زمانہ۔ آشکارا: ظاہر۔ یعنی دورِ حاضر کے حالات سے مجھے یہ خوف محسوس ہوتا ہے کہ (جب ہر طرف تاریکی ہو گی اور لوگ روشنی کی تلاش کریں گے تو اُن کی نظر پیغمبر (ﷺ) کی شریعت پر ہی جمے گی، پھر) شریعت کی خوبیاں ظاہر ہو جائیں گی (لوگ اُس پر عمل کرنے لگے تو ہمارا نظام تباہ ہو جائے گا)۔

[2] اَلْحَذَر: بچو / ڈرو۔ آئینِ پیغمبر: نظامِ مصطفیٰ ﷺ۔ ناموسِ زَن: عورتوں کی عزت۔ مرد آزما: طاقت وَر۔ مرد آفریں: بہادروں کو پیدا کرنے والا۔ یعنی میرے ساتھیو! اِس بات سے سینکڑوں بار ڈرو کہ دُنیا میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ نافذ ہو جائے؛ کیونکہ یہ نظام خواتین کی عزت کا بھی محافظ ہے، بہت طاقت وَر بھی ہے اور یہ بہادر مَرد پیدا کرتا ہے۔

[3] نوعِ غلامی: غلامی کی قسم۔ فَغفُور و خَاقَان: شاہانِ چین و ترکستان کے القاب۔ یعنی نظامِ مصطفیٰ ﷺ ہر طرح کی غلامی کے لیے موت کا پیغام ہے / ہر قسم کی غلامی کو ختم کرنے والا ہے، یہ بادشاہوں اور فقیروں کا فرق ختم کر دیتا ہے۔

[4] یعنی نظامِ مصطفیٰ ﷺ دولت کو ہر طرح کی آلودگی اور حرام کمائی سے پاک کر دیتا ہے اور مال داروں کو دیانت دار بنا دیتا ہے۔

اِس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں [1]

چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقین [2]

اقبال علیہ الرحمہ کی فکر کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ کیا ہمارے گھر سے لے کر ہماری ریاست تک، نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا نور ہے یا ابلیسی نظام کی تاریکی؟ کاش! ہمیں زندگی میں نظامِ مصطفیٰ کی بہار دیکھنا نصیب ہو جائے۔

حرفِ آخر... پاکستان کی قدر اور بانیانِ پاکستان کا پیغام

ملکِ عزیز پاکستان بلاشبہ ربّ تعالیٰ کا بہت بڑا اِنعام و احسان ہے۔ وطن کی قدر و منزلت کا احساس دلاتے ہوئے اور اُس پر شکر ادا کرنے کا حکم دیتے ہوئے باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ ”اور یاد کرو جب تمہاری تعداد کم تھی، تم زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے، تم ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں ملیامیٹ کر دیں گے (صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے) تو اللہ نے تمہیں پناہ دی اور اپنی مدد کے ذریعے تمہیں قوّت عطا کی اور پاک چیزوں سے تمہیں روزی دی تاکہ تم شکر ادا کرو۔“ [الانفال 8:26]

اِس آیتِ کریمہ میں براہِ راست خطاب صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے ہے، اُنھیں احسان یاد دلایا گیا کہ مدینہ منوّرہ میں آنے سے پہلے تمہاری حالت بہت کمزور تھی، کفار تمہیں تکلیفیں دیتے تھے، تم اپنے مذہبی اُمور بھی آزادی سے سرانجام نہیں دے پاتے تھے، دشمن تمہیں ختم کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے، حالات ایسے تھے کہ بظاہر بہتری کی اُمید نظر نہیں آتی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے تمہیں ریاستِ مدینہ کی صورت میں ایک آزاد اسلامی مملکت عطا کی، جہاں تمہیں ہر طرح کے خوف سے امان ہے، اپنے مذہب پر آزادی سے عمل کر رہے ہو اور صرف یہی نہیں بلکہ اللہ نے بدر و حنین اور دیگر مواقع پر تمہیں اپنی خاص مدد سے نوازا، کفار کے دلوں میں تمہارا رعب پیدا کر دیا اور پاکیزہ نعمتوں اور مالِ غنیمت کے ذریعے تمہاری تنگ دستی بھی دُور فرمائی۔ اِن انعامات کا تقاضا ہے کہ تم دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرو۔

---

[1] اِس سے بڑا انقلاب کیا ہو سکتا ہے کہ قرآن و سنت کے ذریعے قوم کو یہ سوچ ملتی ہے کہ یہ زمین بادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے (اور یہاں قانون بادشاہوں کا نہیں، بلکہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا نافذ ہو گا)۔

[2] چشمِ عالَم: دُنیا کی آنکھ۔ ہمارے شیطانی نظام کے لیے یہی بہتر ہے کہ نظامِ مصطفیٰ ﷺ لوگوں کی نظروں سے چھپا رہے، یہ غنیمت ہے کہ مسلمان نظامِ مصطفیٰ کے بارے میں تردّد کا شکار ہے، اگر اُسے قرآن و سنت کے نظام پر یقین ہو گیا تو ہمارے نظام کی گنجائش نہیں رہے گی۔

اگر ہم برِّصغیر کی تاریخ کے تناظر میں اِس آیتِ کریمہ سے روشنی حاصل کریں تو یہاں بھی حالات ابتر تھے، مسلمانوں کو ہمیشہ کے لیے غلام بنانے کے منصوبے زیرِ غور تھے، مگر ربّ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور ایک آزاد ریاست عطا کی، پھر اِس ریاست کو طرح طرح کی نعمتوں سے مالا مال فرمایا، اِن سب نعمتوں کا تقاضا ہے کہ ہم دل و جان سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

یہ سچ ہے کہ پاکستان بنانے کا سہرا قائدِ اعظم محمد علی جناح کے سر سجتا ہے اور یہ بھی ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ قائد کے سر پر یہ سہرا سجانے والے حضرات وہ سُنّی علماء و مشائخ ہیں جو مسلم لیگ میں شامل ہوئے تو اُن کے ساتھ اُن کے لاکھوں مرید اور عقیدت مند بھی مسلم لیگی ہو گئے، یوں چند سالوں میں مسلم لیگ کروڑوں مسلمانوں کی نمائندہ جماعت بن گئی اور اللہ تعالیٰ نے پاکستان عطا فرما دیا۔

قائدِ اعظم علیہ الرحمہ قیامِ پاکستان کے ایک سال بعد ہی دُنیا سے چلے گئے، پھر قیادت اُن لوگوں کے ہاتھ میں آ گئی جنھوں نے اِس وطن سے سوتیلی ماں والا سلوک کیا اور بانیانِ پاکستان نے جن مقاصد کی خاطر قربانیاں دی تھیں اُنھیں پسِ پُشت ڈال دیا۔

آج کے خطبہ میں بانیانِ پاکستان کا کچھ تذکرہ کیا گیا، جس میں سے چند اہم باتیں یہ بھی ہیں:

- علماء و مشائخ نے ہر طرح سے قائدِ اعظم کی حمایت صرف اِس لیے کی تھی کہ وہ مسلمانوں کے لیے ایک اسلامی ریاست حاصل کریں، جہاں قرآن و سنت کا نظام ہو اور اِس کے لیے اُنھوں نے قائدِ اعظم سے وعدے بھی لیے تھے۔ چنانچہ شہیدوں کے خون سے وفا کرتے ہوئے ہم سب کو اِس پیارے وطن میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔
- قائدِ اعظم کے بقول: جو شخص قرآنِ کریم اور دینِ متین کا علم نہیں رکھتا وہ لیڈر نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اربابِ اختیار اگر حقیقی معنوں میں مسلمانوں کے لیڈر بننا چاہتے ہیں تو اُن پر علمِ دین حاصل کرنا لازم ہے اور ہمیں بھی لیڈر منتخب کرتے ہوئے قائد کی یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے۔
- امیرِ ملّت سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری علیہ الرحمہ نے قائدِ اعظم علیہ الرحمہ سے وعدہ لیا تھا کہ وہ مشکلات کے باوجود کبھی بھی اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اسلام یا وطن کی خاطر کوئی بھی مشکل پیش آئے تو اپنے مقصد کو نہ چھوڑیں، استقامت نصیب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ضرور کامیابی عطا فرماتا ہے۔
- مجاہدِ اعظم خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی، شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی اور بانیانِ پاکستان نے برطانوی آسائشوں کو ٹھکرا کر ہر طرح کی مشکلات برداشت کیں، مگر دینی غیرت کو اور اپنے مشن کو نہیں چھوڑا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ دینی غیرت کو ہمیشہ برقرار رکھیں اور ذاتی مفاد کی خاطر کبھی بھی قومی نقصان نہ کریں۔

شرعی مسئلہ: مَرد پر فرض ہے کہ وہ اپنی ناف کے متّصل نیچے سے گھٹنے کے آخر تک کا حصہ چھپائے۔ شرعی ضرورت کے بغیر یہ حصہ کسی کے سامنے کھولنا حرام اور سخت گناہ ہے، حتّٰی کہ بلا ضرورت یہ حصہ تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں۔ بعض لوگ گرمی میں نیکر پہن کر سرِ عام گھوم پھر رہے ہوتے ہیں، ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ شہدائے پاکستان اور شہدائے غزّہ کے درجات بلند فرمائے، وطنِ عزیز اور ارضِ مقدس کی خاطر قربانیاں دینے والوں کی خدمات کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور شہیدوں کے مقدّس خون کے صدقے میں پاکستان کو استحکام اور فلسطین کو آزادی عطا کرے۔ ربِّ کریم اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق سے نوازے۔

مالکِ کریم قادیانیوں اور اُن کے حمایتیوں کے عزائم کو خاک میں ملائے اور ہمیں عقیدۂ ختمِ نبوّت پر پہرا دینے کی توفیق عطا کرے۔

ربِّ کریم پاکستان کو تمام بحرانوں سے نجات عطا کرے، حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے اور اُنھیں شعور بھی عطا کرے کہ قومی دولت فقط کھیلوں کے لیے نہیں ہوتی، اِس میں دین کا بھی کچھ حصہ ہوتا ہے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم